پروفیسر سید امیر حسن عابدی، دہلی یونیورسٹی

آصف سابع اور مولانا ناصر حسین

چونکہ میں ابتدائی زندگی میں لکھنؤ میں رہا ہوں اس لئے وہاں کی تہذیبی اور ثقافتی مجلسوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نیز وہاں کی تمام مقتدر ہستیوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس وقت لکھنؤ کے سب سے بڑے مجتہد شمس العلماء مولانا ناصر حسین صاحب ؒ تھے جن کو ناصر الملت کہا جاتا تھا۔ ان کے والد مولانا حامد حسین ؒ صاحب نے ''عبقات الانوار'' جیسی بلند پایہ کتاب کی تصنیف شروع کی تھی، نیز ان کے بعد مولانا ناصر حسین صاحب نے اپنے والد ہی کے نام سے جاری رکھا۔ کھجوہ محلّہ میں ان کا بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا، جس کے انچارج ان کے بھتیجے حکیم ساجد حسین صاحب تھے، مجھے ناصر الملت کو دیکھنے کا بارہا موقع ملا، نیز ان کے یہاں کی محفلوں میں شرکت نصیب ہوئی۔

میری ابتدائی طالب علمی کے زمانے میں آصف سابع نظام حیدر آباد نواب عثمان علی خاں لکھنؤ تشریف لائے نیز تمام علمی بزرگ ہستیوں سے ملاقات کی۔ اس وقت میں نے بھی دور سے ان کی زیارت کی تھی۔ ۱۹۴۴ میں جب میں حیدر آباد ریسرچ کے طالب علم کی حیثیت سے گیا تو کبھی کبھی شام کو ان کو گذرتے ہوئے دیکھتا تھا۔ آصف سابع بڑے علم دوست تھے، نیز علما کی بڑی قدر اور وظائف سے ان کی امداد کرتے تھے۔ مزاج شاہانہ اور فقیرانہ تھا۔

لکھنؤ کے علما میں مولانا ناصر حسین صاحب کے وہ بہت قایل تھے۔ نیز اپنا فارسی اردو کلام انہیں بھیجتے تھے۔ ان دونوں میں ذاتی نجی اور خصوصی تعلقات کا پتہ ان خطوط سے چلتا ہے جو اکثر ناصر الملت کو لکھتے رہتے تھے۔ ایسے خطوط بہت سادہ اور معمولی کاغذ پر ان کے ہاتھ

سے لکھے ہوئے خانہ فرہنگ ایران دہلی نومیں موجود ہیں۔ ان خطوط کے لئے نواب معمولی عام ڈاکخانہ والا لفافہ استعمال کرتے اور اس پر پتہ تک اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ ہر لفافہ رجسٹرڈ بھیجا جاتا تھا۔ بہر حال انھیں سے کچھ خطوط کی نقل یہاں پیش کی جارہی ہے۔

۲۲رصفر مولانا محترم

یہ سلام یوم اربعین یہاں طبع ہوا ہے، جبکی صاحبان علم و فضل داد دے رہے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو چند لایق بھروسہ لکھنؤ کے اخبارات میں طبع کی غرض سے دے دیجئے گا۔ مزاج شریف بخیر ہوگا۔

آصف سابع

سلام اربعین

مطلع

السلام ای ذات ذیشان السلام
پرتو آن شاہ شہیدان السلام
لعل حکمت گشت ہم رنگ رموز
ای دُر دریائے عرفان السلام
سینہ ات پر فخر معنی نکات
این چہ صورت رحل قرآن السلام
ہر گلی محو سجودی بمدرت
بلبلی بین ہم ثنا خوان السلام

مقطع

می دہد روحم چہ تحریکی شنو
جان عثمان بر تو قربان السلام

۷/ذی الحجہ

مولانا محترم

السلام علیکم ۔ ایک تازہ سلام بھیجا ہے ماہ محرم کا، جو یکم محرم کو طبع ہوگا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو چند رسالوں میں طبع کرنے کی غرض سے دے سکتے ہیں ۔ جو کہ ہمیشہ سے ماہ محرم میں طبع ہوا کرتے ہیں۔ امید ہے بخیر و عافیت ہوں گے۔

آصف سانع

سلام بحضور لالہ فخر نور و فیض گنجور و ہمایہ تسکین دل رنجور و برق خاطف در شب دیجور،

علیہ راکہ صلوٰۃ والسلام

مطلع:

ز آمد ماہ محرم تن بیجان گشتہ
قطرۂ اشک بشکل در غلطاں گشتہ

دیدہ گلہای چمن کردہ قبائے پارہ
در قفس سینہ زبان بلبل نالاں گشتہ

شاد و مسرور شدہ روح قتیلان بنگر
زیر حلقوم بہ وقتیکہ رمان گشتہ

(بہ رنگ انار)

غم پروانہ بپا کرد چہ محشر ہیہات
خاک بر سر تو نگر شمع شبستاں گشتہ

بر سر طور تجلی چو شدہ بہر لقا
دم بخود بین تو عجب موسیٰ عمران گشتہ

آہ و زاری چہ کند بین تو صدور اصداف

غیر تسکین ہمہ قطرۂ نسیان گشتہ

مقطع: منہدم کردہ بن قصر امامت عثمان

خاین و فاسد و درکار لعینان گشتہ

خانگی

مولانا محترم شمس العلما ناصر حسین صاحب مجتہد العصر لکھنؤ

کیا مولوی صاحب نے میرے فارسی مضمون کو بہ عنوان سلطان العلوم کا فارسی شاہکار جس پر ہوش بلگرامی نے تبصرہ کیا تھا اردو میں اور جس کا میں نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا دیکھا؟ اگر دیکھا ہے تو میں مولانا کی ذاتی رائے اسکے نسبت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جب کبھی اس قسم کے مضامین یا غزلیات وغیرہ یہاں کے اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ تو میرے حسب الحکم... لکھنؤ بھجوادئے جاتے ہیں مولانا کے دیکھنے کے لئے۔

مرتضیٰ حسین ذاکر لکھنوی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ ایک عرصہ سے مولانا کا مزاج علیل ہے۔ امید ہے کہ اب روبا صلاح ہوگا، کیونکہ میں مولانا کی ذات کو علمی دنیا میں مغتنمات سے سمجھتا ہوں،

زیادہ طالب دعائے خیر

آصف سابع

۱۶/ جون ۱۹۴۱ء/ ۱۵/ صفر ۶۰ھ

خانگی

خدمت شمس العلما مولوی ناصر حسین صاحب

مجتہد العصر لکھنؤ۔

خواجہ حسن نظامی کا اخبار منادی مورخہ ۲/ محرم، ۱۱ محرم، ۹ صفر کے پرچے اگر اب تک آپ کی نظروں سے نہیں گذرے ہیں تو خرید کرکے یا مدیر اخبار کے مکان سے طلب

کر کے غور سے دیکھیں۔ ان میں دو خطوط میرے ہیں۔۔۔ اور اپنی رائے سے مجھے عند الفرصت اطلاع دیجیے گا۔

دیگر یہاں ایام عزا کے موقع پر منجملہ دیگر سلاموں کے جو ایک سلام حال میں شائع ہوا ہے۔ اس کی یہاں بڑی شہرت ہے اور پڑھے لکھے طبقہ کی طرف سے تحسین و آفرین کی آواز بلند ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو چند بھروسے کے قابل اردو اخبارات میں طبع کے لئے اس سلام کی نقل دیدیجیے۔"

زیادہ والسلام

آصف ساحل

سلام بحضور تشنہ کام وذی ہمام علیہ صلوات والسلام

مطلع: حفظ کن بہر خدا لفظ حدیث الثقلین

کن نظر جلوہ یکتا بہ لباس اثنین

لقب و شان کہ ہوید (۱) زعبائے خمسہ

جگر و جانِ نبی بودہ بلاشک سبطین

این چہ بار است کہ اطراف سرش می گردم

ذات او بود چہ مربوط بہ پشت کونین

مقطع: سر نیزہ کہ دہد زین تو گواہی عثمان

خواند مصحف تو نگر بود امام الحرمین

۸/محرم

مولانا ی محترم

مزید تازہ۔ سلام منسلک ہے، بغرض اشاعت

رتبہ والسلام

سلام بہ پیشگاہ جگر گوشۂ رسول الثقلین و دلبند امام الحرمین علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام

(بہ موقع یوم عاشورہ)

مطلع: بہر پرواز نگر جائے کہ رفتن اینجا
رشتۂ عمر ز مقراض گسستن اینجا

بیعت پیر مغان داد چہ فتویٰ بہ شنو
جام را ہم زمئے ناب کہ شستن اینجا

در غم ابن علی اشک کہ ریزد گوید
واجبی ہست گہرہا کہ بسفتن اینجا

شان این قصر معلّٰی از جام رفعت
مرکز پایہ بگفتہ کہ نشستن اینجا

مقطع: طوف مشہد دگرش دادن بوسہ عثمان
بہر آسایش ارواح کہ خفتن اینجا

۱۲/ربیع الاول ۱۳۵۱ھ

مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد العصر لکھنو

کیا مولانا نے میری مدون کی ہوئی دعائے قبور عربی، جو کہ اخبار رہبر دکن میں مورخہ ۹/جمادی الاول ...شائع ہوئی ہے، اس کو دیکھا میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی

نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ جو جو صاحبان علم وفضل اس قسم کے تحریرات اظہار خیال کر رہے ہیں، ان کو رسالے کی شکل میں طبع کرنا ہے۔

زیادہ خواہان دعا

آصف سابع

دوسرے وہ خطوط ہیں جو مولانا ناصر حسین صاحب کے نواسے سے متعلق ہیں۔ مولانا کے داماد سید نجم الحسن صاحب حیدر آباد میں نظام کی ملازمت میں تھے۔ نیز ان کے صاحب زادہ اور ناصر الملت کے نواسے سید ضیاء الحسن صاحب مرحوم تھے، جن کی نسبت اور شادی وغیرہ میں نواب صاحب کو ایک خاص دلچسپی تھی۔ بہر حال ان سے متعلق جو خطوط ہیں، وہ یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔

۲ر محرم ۶۰ھ

خدمت مولانا مجتہد العصر ناصر حسین صاحب

السلام علیکم

مزاج شریف، تازہ دو سلام منسلک ہیں بہ سلسلۂ سابق سلام بغرض اشاعت۔ امید ہے آپ کا نواسہ اچھا ہوگا بعد ختم اربعین۔ اگر وہ حیدر آباد آئے تو مناسب ہوگا، ماہ ربیع الاول میں۔

۳ر محرم ۶۰ھ

خانگی

خدمت مولانا ئ محترم مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد العصر لکھنؤ

السلام علیکم، مزاج شریف، اگر آپ کے نواسہ ضیاء الحسن کی نسبت کسی جگہ اب تک نہیں ہوئی ہے، تو کیا اس مسئلہ کو مجھ پر چھوڑا جائے گا کہ اس کا میں بطور خود انتظام کروں (اپنے صوابدید پر) اور بعد عقد لڑکے کے آذوقہ کا انتظام کروں (آئندہ ماہ رجب تک) چونکہ آپ اس کے بزرگ ہیں، اس لئے پہلے آپ سے استمزاج کرنا مناسب خیال کیا، قبل اس کے میں کوئی تجویز آپ کے سامنے پیش کروں۔

امید ہے کہ بعد عشرہ محرم فرصت سے مجھکو جواب دیا جائے گا۔ لڑکے کے اطوار درست ہونے سے اور نامی گرامی خاندان سے اس کا تعلق ہونے میں اس کے سود بہبود میں دلچسپی لینا چاہتا ہوں۔

باقی خیریت

آصف سابع

۵/ربیع الاول

تازہ دو غزلیں ارسال ہیں، سرفراز لکھنو میں طبع کی غرض سے ان کے نقول دے جائیں تو مناسب ہے۔

رتبہ والسلام

مکرر ابھی اپنے نواسہ کو حیدر آباد نہ بھجوائے جب تک میں اطلاع نہ دوں کہ میں دوسرے کاموں میں اس وقت مصروف ہوں۔

تیسرے وہ خطوط ہیں جو مادر دکن یعنی نواب صاحب کی والدہ سے متعلق ہیں۔ ان میں سے بعض کو یہاں دیا جا رہا ہے۔

خانگی:

مولانا محترم مولوی ناصر حسین صاحب

مجتہد العصر لکھنؤ

السلام علیکم مزاج بخیریت

یہاں سے چند اخبارات کے پرچے آپ کے نام بھجوائے گئے تھے، جس میں تعمیر مسجد زہرا در حدود مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (بغرض ایصال ثواب مادر دکن) کا اعلان درج تھا۔ اس تجویز سے سب ذی علم طبقہ کو اتفاق ہے کہ بیٹے نے ماں کی یادگار کو جس مذہبی رنگ میں قائم کیا ہے وہ ضرور قابل تحسین وقرین ہے۔ غالباً آپ کو بھی اس سے اتفاق ہوگا۔

دیگر اخبارات میں جو اعلان ہے اس کو طبع کی غرض سے اخبار سرفراز لکھنؤ کو دیدیا جائے تو مناسب ہوگا، تاکہ ہر طرف اس کی تشہیر ہوجائے۔

باقی جناب طالب دعا

آصف سابع

۲۱/ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ

مکرر ایک نظم بھیجی ہے مسجد زہرا کے متعلق۔ اس کی نقل اخبار سرفراز لکھنؤ کو طبع کی غرض سے دیدیا جائے۔

نظم در توصیف مسجد زہرا در حدود مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مطلع: ضیا بجگر بہ مسجد در خرام است

بہ عظمت ثانی بیت الحرام است (مسجد زہرا)

حروف عین حرز کردہ قیامت

عجب جلوہ فگن بجگر بہ بام است

نمودہ صبح صادق گفت بشنو
صلوٰۃ و ذکر و تسبیح زشام است
الا یا ایھا الساقی کوثر
مے خم غدیر بجام است

مقطع: کنیزے بجز دام خویش عثمان
بہ عالی درجہ فائز با مرام است

اسمش امۃ الزہرا بیگم بود و ہم عقائد مذہب امامیہ داشت مثل مادرش امۃ الزینب بیگم

نواب صاحب جس لفافے میں ناصر الملت کو خطوط بھیجتے تھے۔ اس میں بھی انتہائی خلوص اور درویشی وسادگی کا اظہار ہوتا تھا۔ لفافہ معمولی ڈاکخانے کا ہوتا تھا۔ البتہ رجسٹری ہوتا تھا۔ نیز تمام پتہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، جس میں دفتر وغیرہ کو کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً ایک لفافہ پر ہے:

۲/ جولائی Registered 986

Hyderabad Deccan.

خدمت شمس العلما مولوی ناصر حسین صاحب

مجتہد العصر، لکھنو

مہر 17 jan

Molvi Nasir Husain Sahib

Lucknow

15- Jan

لفافہ کے پیچھے یہ عبارت ہے:

"دستخط مبارک اعلیٰ حضرت دام ملکہ کہ ۲۷ ماہ ذی القعدہ ۵۹ھ رسیدہ"

نواب صاحب کا حکم تھا کہ دائرۃ المعارف کی تمام مطبوعات مولانا کے کتب خانہ کے لئے بھیجی جائیں، جسکے منتظم مولانا کے بھتیجے حکیم سید ساجد حسین صاحب تھے، اس وقت نواب مہدی یار جنگ بہادر وزیر تعلیمات وعدالت وصدر نشین دائرۃ المعارف تھے۔ نیز دائرۃ المعارف کے انچارج سید ہاشم تھے۔

اس مجموعہ میں وہ خطوط نہیں ہیں جو ناصر الملت نواب صاحب کے خطوط کے جواب میں بھیجا کرتے تھے۔ وہ خود نواب صاحب کے ذخیروں میں محفوظ ہوگا۔ البتہ ذیل میں ایک مفصل خط کا خاکہ دیا جارہا ہے، جسے ناصر الملت کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادوں (نصیر الملت اور سعید الملت) نے نواب صاحب کو بھیجا تھا:

"بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم"

بعد بجا آوری آداب بموقف شاہانہ و تقدیم تحیات بمعرض ملوکانہ بکمال اخلاص وعقیدت عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ وسلطانہ واعلیٰ علیٰ جمیع الملوک عزہ وشانہ، کہ ذات والا صفات ہمایونی وہ ذات بابرکات ورحمت آیات ہے۔ جس کے سحاب فیض کرم سے نہ صرف رعایائے دکن، بلکہ جمیع مومنین ومسلمین ہندوستان وبیرون ہندوستان ہمیشہ مستفید ومستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ جو نظر لطف شاہانہ ورحمت ملوکانہ ہمارے خانوادہ پر ابتداء سے اب تک جاری وساری ہے اور اس کا تشکر سوا فریضۂ دعا گوئی کے جب اسلاف ادا نہ کرسکے تو ہم میں کیا طاقت ہے۔ سرکار ناصر الملت اعلیٰ اللہ مقامہ پر جو الطاف کرم تھے، وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے اس امر کی حقیقی قدر سوا اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے کون جان سکتا ہے۔ کہ بمقتضائے ان المحب لمن یحب لمطیع، ان کی حقیقی محبت اور تاسی کا آئینہ مظہر صفات اعلیٰ حضرت کی

ذات ہمایونی اس طرح ہے کہ جس طرح اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین اپنے وابستگان ارتحال کے بعد ان کے اسلاف کو فراموش نہ فرماتے تھے، بالکل اسی طرح اعلیٰ حضرت خلد وسلطنتہ نے اخلاف سرکار ناصر الملت اعلی اللہ مقامہ کو ان کے بعد فراموش نہیں فرمایا، بلکہ اس وقت کلمات تعزیت سے تسلی دی، جبکہ اسکی ضرورت تھی اور اس وقت عطایا مرحمت ہوئے جب ان کا وقت تھا۔

یہ اعلیٰ حضرت عی کی ذات والا صفات تھی، کہ ہر وقت انعقاد مجلس فاتحہ خوانی سوم وچہلم جو امداد ہوئی اور اس سے یہ تقریبات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئیں اور جب نعش مطہر آگرہ جارہی تھی، تو اوس وقت زر کثیر مالی امداد مرحمت ہوئی جس سے اس وقت کے تمام مراحل بہترین طریقے سے طے ہوئے علاوہ بریں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملک وسلطنتہ کے ان عنایات ومراحم والطاف نے ہم لوگوں کے زخمی دلوں کے لئے اعلیٰ ترین مرہم کا کام دیا کہ جن اعزازات سے اعلیٰ حضرت سرکار ناصر الملت اعلی اللہ مقامہ کو یاد فرمایا کرتے تھے، ان سے ہم کو بھی محروم نہیں کیا، کہ ماہ محرم کے تبرکات اور جشن سالگرہ مبارک کے ہدایا وتحف شیرینی ارسال فرماکر اماثل واقران میں سر افتخار کو بلند فرمایا۔

حق جل علا وجود مسعود کرامت نمود خسروانہ کو ابد الآباد مصدر فیض تا متناعی رکھے اور سحاب کرم جملہ متوسلین کے سروں پر عموماً اور ہم دعا گویان قدیم کے سروں پر خصوصاً برستا رہے، بحق محمد وآل الا مجاد علیهم الالف اسلام الی یوم المیعاد۔

یہ بھی اقبال شاہانہ ہے کہ باوجود مشکلات وصعوبات کے جس طرح آباء واجداد کتب خانہ کی خدمت وحفاظت اپنے نفس پر مقدم رکھتے تھے، ہم بھی نقش قدم پر چلنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اب تک کتب خانہ کے تمام امور اسی طرح انجام پذیر ہورہے ہیں جس طرح سرکار ناصر الملت اعلی اللہ مقامہ کے حیات میں انجام پاتے تھے، جس کا بین ثبوت ہز اکسلنسی گورنر صاحب بہادر، یوپی کا وہ مصافحہ ہے جو ۲۸ / اپریل کو بوقت تشریف آوری تحریر فرمایا تھا، جس

کا ایک عکس بغرض ملاحظہ ساطعہ حاضر خدمت ملوکانہ ہے۔

اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے فیوض وبرکات ایسے لامتناعی ہیں جس کے احاطہ سے قلم عاجز اور بیان سے زبان قاصر ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ خداوند عالم ذات عالی صفات شاہ آصف جاہ خلد اللہ ملک وسلطنتہ کو دائماً مورد افضال نامحدود رکھے۔ بحق صاحب مقام المحدود وآلہ الطاھرین اھل الکرم والجواد علیھم الالف السلام من الرب والودود۔

آخر معروضہ میں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عرصہ سے ہمارا دل چاہتا تھا کہ بارگاہ سلطانی میں معروضہ پیش کر کے اظہار عقیدت واخلاص کرتے۔ لیکن اس خوف سے ہمت نہ ہوئی کہ کہیں مشاغل شاہانہ میں ہارج ومانع نہ ہو۔ لیکن آج کی عید سعید آخر یعنی روز ولادت باسعادت ولی عصر مہدی دین حضرت حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ وسہل اللہ مخرجہ جعلنا من انصارہ واعوانہ، نے اس کی جرات اور ہمت پیدا کردی، کہ یہ معروضہ بارگاہ خسروی میں پیش کر کے اظہار کمال اخلاص وعقیدت کریں اور اس عید سعید السعد کی مبارکباد معرض ملوکانہ میں پیش کریں۔ حق جل علا ہمیشہ ہمیشہ اعلیٰ حضرت کو زیر سایۂ عاطفت حضرت ولی عصر عجل اللہ ظہورہ، مسند جہاں بانی واریکہ سلطانی پر متصدد ومتمکن رکھے اور تا ظہور حضرت حجت ہر سال یہ عید مبارک کرے۔ بحق محمد وآلہ الطاھرین، سلام اللہ علیھم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الدین۔"

اس خط کے جواب میں نظام نے چھوٹے سے کاغذ کے ٹکڑے پر اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے دفتر کو یہ تاکید کی۔

"اس کا جواب دینا ہوگا۔ میرے نامہ کا خط دوسرے لفافے میں ڈال کر اس پر یہ لکھا جائے اور رجسٹری کی جائے احمد علی صاحب داروغہ کنگ کوٹھی پیلس، حیدرآباد دکن یہ یہاں یہ بھی جتلا دیا جائے کہ اسی لفافے پر یہ چھپا ہوا ہوتا تھا۔

H.E.H.The Nizam mili tany Secr tary Office King Kotti Palace.

Hydrabad Deccan.

آخر میں میں خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران دہلی خاص کر ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری صاحب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے ان خطوط کے مطالعہ کا موقع عنایت کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆